

## اسلامی قانون فوجداری کا ضابطہ تقادم

(The Time-barred Procedure in Islamic Penal Law)

\*مشتاق احمد

\*محمد عالم

### Abstract

*Taqṣīl dum* is one of the legal procedures devised by Muslim Jurists for regulating and streamlining law suits-process for bringing it in harmony with the judicial spirit of Islam. Lexically *taqṣīl dum* means prescription or lapse of time. With regard to this meaning the procedure of *taqṣīl dum* is executed against such claims, evidences and witnesses instituted or paid after the expiry of time specified for such endorsements and payments. Mostly *taqṣīl dum* extends benefit to defendant against his claimant. The cotemporary legal terminology of time-barred may pay the said connotations. In this article the Juristic opinions of some early as well as modern Muslim Jurists on the issue have been discussed. It is noted that ملکیت (Malikites) and their concordant who, vs. ملکیت (Malikites), de-jure *taqṣīl dum* only in civil suits but not in criminal ones. Beside Juristic comparison, the relevant sections and schedules of the Limitation Act 1908 (with sporadic amendments till 2012) have partially been discussed. Some French and Egyptian laws also possess the procedure of *taqṣīl dum* in form of *taqṣīl dum Jināl* (De la Prescription penal) but are found inferior to Islamic law. However in contents all Muslim and non-Muslim Jurists agree to discredit *taqṣīl dum* or alike procedures if a claimant prove his delay in claim as justified on the ground of lawful reasons and excuses.

قدیم اور معاصر دونوں قوانین اپنے اندر متعدد ایسی پیشگوی قواعد و ضوابط رکھتی ہیں جو تحریک و *تقلیل* کے حوالے سے متعلق قانون کے ساتھ معاونت کرتی ہیں اور یوں زیر سماحت دیوانی اور فوجداری مقدمہ کو آسانی کے ساتھ نمٹایا اور آگے بڑھایا جاتا ہے اس قسم کی امدادی قواعد و ضوابط، ضابطہ دیوانی (Civil Procedure Code) اور ضابطہ فوجداری (Criminal Procedure Code) کے نام سے متعارف ہیں۔

عصر حاضر میں مغرب زدہ اذہان کا پیدا کردہ یہ تاثر مٹا جا رہا ہے کہ اسلام دیوانی اور فوجداری قوانین کی تشکیل کے لئے تائیں اور معیاری مواد کی فراہمی میں اتنا خود کفیل نہیں ہے کہ اسے معاصر قوانین کا ہم پلہ قرار دیا جاسکے۔ اب تو اسلام کی فقہی اور

\* پروفیسر علوم اسلامیہ، انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک ایڈاریکٹ ٹیئنیز، جامعہ پشاور

\* استاذ پروفیسر انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک ایڈاریکٹ ٹیئنیز، جامعہ پشاور

قانونی جہات پر انتہائی تمعق کے ساتھ تحقیق کو آگے بڑھایا گیا ہے جس نے دنیا کو قائل کر لیا ہے کہ اسلام کی فقہی اور قانونی دینیانہ صرف یہ کہ مجرد قوانین سے مالا مال ہے بلکہ اس کا دامن ان قابل تدریج و ضوابط سے بھی خالی نہیں ہے جو ان قوانین کو تائیسی مواد فراہم کرتی ہیں اور انہیں جدید تقاضوں سے ہم آہنگ کر کے انہیں قابل اطلاق و تطبیق بھی بناتی ہیں۔ تقادم کا ضابطہ اسی سلسلہ ضوابط کی ایک کڑی ہے جسے اسلام نے تمام دیوانی اور فوجداری قوانین میں سمودیا ہے اور نتائج کے حوالے سے اسے کامیابی کے ساتھ نبھایا بھی ہے۔

عربی زبان کا یہ لفظ۔ تقادم۔ جواب ایک فقہی اور قانونی اصطلاح کی روپ میں سامنے آیا ہے، لغت کے اعتبار سے "قدم" کے مادہ سے مصدر ہے جو کسی امر واقعہ کے قدیم ہونے یا کسی امر پر زیادہ عرصہ کے گزر جانے یا کسی بات کے زاید المیعاد ہونے یا اس کے متراوف دیگر مفہوم ہم پر دلالت کرتی ہے۔<sup>1</sup>

تقادم کا مذکورہ لغوی مفہوم اس کی اصطلاحی مفہوم کو از خود متعین کرتی ہے جس کے تحت اگر حاضر عدالت مدعی کے اد خال دعویٰ یا گواہ کی ادائیگی شہادت پر متعینہ میعاد سے زیادہ عرصہ گزر چکا ہو تو اس صورت میں متعلقہ دعویٰ یا شہادت اپنی عدالتی اور قانونی حیثیت خود بخود تخلیل کر گئی اور از روئے ضابطہ تقادم متعلقہ مقدمہ ناقابل سنواری متصور ہو گا۔ الایہ کہ مدعی یا گواہ تاخیر دعویٰ یا تاخیر شہادت کی ایسی توجیہ پیش کرے جو از روئے نفہ و قانون عذر شرعی (Lawful Excuse) گردانی جاتی ہو تو اس صورت میں ضابطہ تقادم کو غیر موثر قرار دیا جائے گا اور وہ متعلقہ دعویٰ یا شہادت کی قانونی اور عدالتی حیثیت کو تخلیل نہیں کر سکے گا۔<sup>2</sup>

ملکی قانون نے بھی بلا عذر و توجیہ قانونی بعد از مر و ر وقت متعینہ اد خال دعویٰ کو غیر موثر قرار دیا ہے۔ چنانچہ ایک

بابت تحدید میعاد مجریہ (The Limitation Act, 1908-2012) میں Dismissal of Suites, instituted after the period of Limitation,

کے عنوان کے تحت دفعہ نمبر ۳ اور اس کی تشریحی نوٹ میں کہا گیا ہے

etc, after The period of Limitation, Subject to the provision contained in section 4 to sec: 25 (Inclusive), every suit instituted, appeal prepared and application made after the period of Limitation prescribed thereof by the First schedule\*. ‘shall be dismissed. Doors of justice are closed after the lapse of prescribed period of limitation unless delay so caused was fully justified legally. Each days delay must be accounted for by legal and Valid reason<sup>3</sup>

گویہ کہ دعویٰ کرنا غیر منطقی اور غیر معقول ہو گا کہ اسلام ہی ضابطہ تقادم اور اس کی مفہوم کی تکوین و تشکیل میں معاصر قوانین کا پیشوور ہے بہت ممکن ہے قدیم قوانین میں وہ مفہوم من و عن موجود رہا ہو جس پر اسلام کے ضابطہ تقادم کی موجودہ اصطلاح

\* مذکورہ ایک مجریہ 2012-1908ء کے آخر میں ایک جدول (Schedule) بھی نصیحتی کیا گیا ہے ۱۸۳ شروں (Clauses) پر مشتمل متعلقہ جدول مختلف النوع دعاوی اور م Rafعات کے اد خال کو قانونی اور عدالتی حیثیت دینے کے لئے حسب جرم متعلقہ میعاد کی تحدید کرتی ہے

دلالت کرتی ہے۔ بایس ہمہ اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ اسلام کا ضابطہ تقادم حصول از قانون غیر (Acquisition) کا نہیں بلکہ فقهاء اسلام کی کاؤشوں کا نتیجہ ہے جنہوں نے دوسری صدی ہجری میں نصوص شرعیہ کی بنیاد پر ضابطہ تقادم اور دیگر معافون اور امدادی تواعد و ضوابط کی تشکیل کی۔

اسلام کا ضابطہ تقادم فی الفور فراہمی انصاف اور فی الفور احیائے حقوق کے تصور کی اساس پر قائم ہے جبکہ فی الفور ادخال دعوی، ادا یگی شہادت اور فی الفور قانونی چارہ جوئی ہی اس قسم کے تصور کے اطلاق و تطبیق کو ممکن بناسکتی ہیں۔

قرآن کریم فی الفور ادا یگی شہادت کی تاکید کرتا ہے اور اس قسم کی شہادت کو خدائی شہادت (Divine witness) سے تعبیر کرتا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ”وَاقِمُوا الشَّهادَةَ لِلَّهِ“<sup>4</sup> یعنی خاص اللہ کے لیے شہادت قائم کرو۔

امام ابن حمام نے اس پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا ہے: ”الْمُسْلِمُ مَأْمُورٌ بِالشَّهادَةِ فِي الْحَالِ احْتِسَابًا لِمَقْصِدِ اخْلَالِ الْعَالَمِ مِنَ الْفَسَادِ لِلَّاتِنْ جَارِ فَلَا يَحقُّ لَهُ تأخير فِي الشَّهادَةِ“<sup>5</sup> یعنی ہر مسلمان کو اس بات پر مأمور کیا گیا ہے کہ رضا کار انہ طور پر فی الفور شہادت کی ادا یگی کو یقینی بنائے تاکہ دنیا سے فساد مٹ جائے اس حوالے سے کسی مسلمان کے لیے شہادت کی ادا یگی میں تاخیر جائز نہیں۔

اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ شہادت اور قانونی چارہ جوئی میں غیر ضروری تاخیر اور التواے فیصلہ مقدمات (Delay in Decree) سماج میں اصر ارباب، حقوق کے ائتلاف اور عدل کے ارتقاش پر مشتمل ہوتا ہے۔ قرآن کریم اگر ایک طرف فی الفور شہادت کو خدائی شہادت گردانتا ہے تو دوسری طرف ستمان شہادت کے مرتب گواہ کو گناہ گاردل کا حامل فرد قرار دیتا ہے اس ضمن میں اللہ کا ارشاد ہے: ”وَلَا تكثُرُوا الشَّهادَةَ وَمَنْ يَكْتُمْ هَا فَإِنَّهُ أَثْمَّ قَلْبَهُ“<sup>6</sup> یعنی شہادت کو مت چھپا جس نے بھی اسے چھپایا تو وہ گناہ گاردل کا حامل انسان ہو گا۔

اس ضمن یہ بھی واضح رہے کہ عدالت کے علم میں اگر یہ بات آجائے کہ زیر ساعت مقدمہ سے متعلق فلاں شخص کے پاس ایسی شہادتی اور اثباتی مواد موجود ہے جو عدالتی کاروائی میں معافون ثابت ہو سکتی ہے تو عدالت گواہ کو طلب کر سکتی ہے جب کہ متعلقہ گواہ عدالتی حکم کے بعد حاضر عدالت ہونے سے انکار کرنے کا مجاز نہیں ہو گا۔ چنانچہ قرآن کریم میں فرمایا کیا ہے: ”وَلَا يَابِ الشَّهَدَاءِ إِذَا مَادُعُوا“<sup>7</sup> یعنی جب بھی گواہ گواہی کے لئے بلائے جائیں تو انہیں حاضری سے انکار نہیں کرنی چاہئے۔

مذکورہ بالاتینیوں نصوص اس بات کی نشاندھی کرتی ہیں کہ بروقت شہادت ہی اصل عدالتی شہادت ہے جب کہ بلاعذر شہادت میں تاخیر شہادت کی عدالتی حیثیت کو کھو دینے کا موجب بنتی ہے اور اس قسم کی شہادت گواہ کے بارے میں کئی بیکوک و شہبات کو جنم دیتی ہے۔

علاوہ برائی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تمام عدالتوں کو لکھا کہ تاخیر سے دی جائیوالی شہادت کو قانونی اور عدالتی حیثیت نہ دی جائے چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”إِيمَانُ قَوْمٍ شَهَدُوا عَلَى حَدْلِمٍ يَشَهُدُوا عَنْ حَضْرَتِهِ فَإِنَّمَا شَهَدُوا عَلَى ضَعْنَافَةِ“

سہادۃ لهم ”<sup>8</sup>۔ یعنی چند گواہ اکر کسی جرم سے متعلق شہادت دینے کے لیے آئین جب کہ وقوع جرم کے وقت انہوں نے ادا یا گی شہادت سے گریز کیا تھا تو ان کی شہادت بد نیت پر محمول کر کے واپس لوٹائی جائے۔

مذکورہ بالاروایت ضابطہ تقادم کے لیے نقی اساس کے فراہم کرتی ہے جبکہ اصول فقه کا عقلی اور منطقی پہلو بھی ضابطہ تقادم کے لیے اساس کو تقویت دیتی ہے، اس ضمن میں فقه اسلامی کا قاعدہ ہے کہ جہاں کسی امر واقع سے متعلق اصل کا اظہار و تحقیق بوجوہ متعدد ہو وہاں اصل پر عمل درآمد کو ممکن بنانے کے لیے اس کا نائب مقرر کیا جائے گا۔ اور اسی نائب کو اصل گردان کر اس پر مطلوبہ حکم منتبط کیا جائے گا۔ اسی ”قاعدہ نیابت“ (Vicarious rule) پر متعدد فقہی احکام کو منتبط کیا گیا ہے۔ مثلاً قتل عدم موجب قصاص ” کے مقدمے میں لفظ عدم اپنے اندر ”نیت اور ارادہ قتل“ کا مفہوم رکھتی ہے جو قاتل کے خلاف قصاص کو واجب کرتی ہے واضح بات ہے کہ نیت اور ارادہ دونوں ایسی غیر مادی اور غیر مریٰ قلبی عوامل ہیں کہ عقل اور مشاہداتی قوتیں ان کا ادراک نہیں کر سکتیں ابھذا قاتل کے اقرار سے قبل اس کے نیت و ارادہ ان کو موجود قرار دے کر اس کے خلاف قصاص کا حکم دینا محض ظن پر مبنی ہو گا جب کہ ظنی الثبوت اور مشتبہ کی بنیاد پر جاسکے ملزم کے خلاف فوجداریت قائم نہیں کی جاسکتی۔ اسی بنا پر نیت و ارادہ قتل سے متعلق مکمل ظن و شبہ کو زائل کرنے کے لیے مقدمہ قصاص میں آله قتل کو نیت و ارادہ نائب اور قائم مقام بنایا گیا تاکہ آله قتل کے جسم اس کے طریقہ استعمال یا عمل قتل (Modus operandi) کی متنوع کیفیات کو مد نظر رکھ کر قاتل کے نیت و ارادہ کا تعین کیا جاسکے<sup>9</sup>۔ جدید قوانین میں افعال کو نیت کا قائم مقام قرار دیا گیا ہے چنانچہ Broom legal ( الف ) Respisa Loquitor کے اصلاحی قانونی قواعد کے قاعدہ نمبر ۳۲۳ و نمبر maxims ( Acta Exterioriond indicant ) یا یہ کہ کوئی چیز اپنے میں خود بتاتی ہے ( Acta Indicated intention ) جس کا انگریزی ترجمہ ہے ( secretre ) جس کا انگریزی ترجمہ ہے ( The thing speak for self )۔

وعلی ہذا القیاس اب جبکہ حسد و بعض یا کینہ پروری بھی ناقابل تحقیق، غیر مادی، غیر مریٰ اور عقل اور مشاہداتی قوتوں کے ادراک سے ماءراء عوامل ہیں الہذا شریعت نے حسب قاعدہ مدت تاخیر کو تقادم کا نام دیکر حسد و بعض کا قائم مقام بنایا تاکہ اس کی بنیاد پر شہادت کو لوٹا کر سابقہ حالت ( statuesque ) کو برقرار رکھا جاسکے۔

فقہاء کے ہاں تقادم کی دو صورتیں ہیں ایک صورت تقادم جنائی ( De la prescription penal ) کی ہے جس کے تحت ضابطہ تقادم کو متحرک کر کے جرام سے متعلق دعویٰ جنائی اور شہادت جنائی کو رد کیا جاتا ہے یا بعد از حکم سزا ( Adjudication ) ناز سزا ( Punitive action ) میں غیر متعدد تاخیر کی بنیاد پر سزا ہی کو ساقط کیا جاتا ہے، دوسری صورت تقادم عمومی ( De la prescription civil ) کا ہے۔ جس کے تحت شخصی عائلی اور مالی امور سے متعلق دعاوی اور شہادت کو غیر متعدد تاخیر کی بنیاد پر رد کیا جاتا ہے اور استحقاق یاد فاع کی صحت یا بطلان کا فیصلہ سنایا جاتا ہے<sup>10</sup>۔ المجلة الأحكام العدلية کا دفعہ نمبر ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲ اور دفعات مابعد۔ تقادم عمومی کی اسی صورت سے متعلق ہیں<sup>11</sup>۔ ایک بابت تحدید میعاد

مجریہ ۲۰۱۲ء ۱۹۰۸ء - 2012 The Limitation Act 1908 کے حصہ سوم Part III کا دفعہ نمبر ۲۸ اور دفعات ماقبل و مابعد بھی ملکی قانون کے تحت تقاضم عمومی کے اسی مفہوم کو اجاگر کرتی ہیں<sup>12</sup>۔

جمهور فقهاء نے جہاں تقاضم کی موخر الذکر صورت کو منفقہ طور پر تسلیم کیا ہے وہاں انہوں نے اول الذکر یعنی تقاضم جنائی کی جیت اور عدم جیت میں اختلاف کیا ہے۔

چنانچہ مالکی، شافعی، حنبلی، ظاہری اور زیدی فقهاء نے صحت و بطلان دعاویٰ و شہادت کے حوالے سے تقاضم عمومی کا اعتبار تو کیا ہے لیکن اسی حوالے سے انہوں نے تقاضم جنائی کو غیر موثر قرار دیا ہے<sup>13</sup> جب کہ حنفی فقهاء، فقہائے امامیہ اور امام ابن میلی نے عمومی اور جنائی دونوں قسم کے مقدمات میں تقاضم کا اعتبار کیا ہے<sup>14</sup>۔

حنفی فقهاء کے نزدیک کسی بھی جرم سے متعلق تاخیر سے دی جانے والی شہادت کو ضابطہ تقاضم کے تحت رد کیا جائے گا۔ الایہ کہ مقدمہ کا تعلق قصاص یا قذف سے ہو تو اس صورت میں تاخیر شہادت پر تقاضم کا اطلاق نہیں ہو گا۔ کیونکہ متعلقہ مقدمات میں عدالتی کارروائی کے اجراء شخص متضرر (Aggrieved person) کی طرف سے ادخال دعویٰ کے ساتھ مشروط کیا گیا ہے۔ لہذا اگر اک شخص متضرر (Aggrieved person) نے کسی قانونی عذر کی بنیاد پر ادخال دعویٰ میں تاخیر کی ہو تو اس قسم کی تاخیر ضابطہ تقاضم سے مستثنی ہو گی اور ضابطہ تقاضم سے اس قسم کی استثنائی صورت کا فائدہ گواہوں کو بھی دیا جائے گا اور مرور میعاد ان کی شہادت کی عدالتی تاثیر کو تخلیل نہیں کر سے گی<sup>15</sup>۔

اس کے بر عکس مالکی اور ان کے ہم فکر فقهاء فوجداری مقدمات میں تقاضم کے عدم تاثیر کی رائے دیکھ کر ہے ہیں کہ ادا یتیگی شہادت سے متعلق نصوص علی الاطلاق وارد ہیں اور اس حوالے سے کسی پیشگی یا خارجی یا جزوی شرط یا تعین یا استثناء کا متحمل نہیں ہو سکتیں۔ وہ مزید کہتے ہیں کہ اثبات و قائع کے لیے گواہ کا بیان اس لیے جست گردانا گیا ہے کہ وقوع جرم سے متعلق گواہ کی ماورائے عدالت شہادت بنیادی طور پر ایک عام بیان سے زیادہ نہیں ہوتی لیکن جب وہ اسے عدالت میں دھریا جائے۔ اور حسب ضابطہ گواہ اور اس کے بیان کو عدالتی استقصاء جرج اور تزکیہ الشہود کے (Testimony Law process) طویل اور اکتا دینے والی عمل سے گزر جائے تو اس کے نتیجے میں وہ ایک معیاری بیان میں تبدیل ہو جاتی ہے جو عدالتی اصطلاح میں شہادت کہلاتی ہے جو نکہ مرور میعاد اس قسم کے معیاری بیان کو متأثر نہیں کر سکتی لہذا اک شخص متضرر کی حقوق کے احیاء کے لیے ضروری ہے کہ تقاضم کا اعتبار نہ کیا جائے<sup>16</sup>۔

عمومی اور فوجداری مقدمات میں تقاضم کی یہ کیاں تاثیر کو ثابت کرنے کے لیے حنفی فقهاء نے فائدہ شک Benefit of doubt (doubt) بحق مجرم کے قانونی قاعدہ کا سہارا لیا ہے، قاعدہ متنزل کرہ کی اساس نبی کریم ﷺ کی یہ حدیث ہے: "اَدْرُّ الْحَدُود بالشَّهَادَات" <sup>17</sup> یعنی سزاوں کو شہادت کے ذریعے ساقط کرو۔ ایک بار حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "لَنْ اعْطُلَ الْحَدُود بِالشَّهَادَات أَحَبُّ إِلَيْيَّ مِنْ أَنْ أَقِيمَهَا بِالشَّهَادَات" <sup>18</sup> مجھے یہ بات اچھی لگتی ہے کہ شہادت کی موجودگی میں سزا کو ساقط کروں بجائے اس کے کہ شہادت کی موجودگی میں سزا کو نافذ کروں۔

نیز اسلام کے قانون فوجداری کے تحت جسمانی سزا اپنے پس منظر اور اثباتی بیان میں حد درجہ کی شفافیت کا تقاضا کرتی ہے۔ چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "اذبلغ الحد لعل و عسى فهو معطل" <sup>19</sup> یعنی دوران مقدمہ حد گواہ سے اگر شایدیا ممکن ہے جیسے الفاظ صادر واقع ہوں تو اس مقدمہ کو خارج کرو۔

مزید یہ کہ فوجداریت میں شبہ کی پیدائش ایک اتفاقی امر کے طور پر نہیں لیا گیا ہے کہ اتفاقاً شبہ پیدا ہو تو اس کو متحرک کیا جائے بلکہ حقیقی شبہ کے تحقیق کے لیے شہادت اور واقعات مقدمہ سے دریافت اور تلاش شہبہ کو عدالت کی ذمہ داریوں سے گردانا گیا ہے۔ تاکہ مذکور قاعدہ رائیگاں نہ ہو<sup>20</sup>۔

گوکہ فوجداریت میں مرور معیاد ایسی قطعی ثبوت فراہم نہیں کر سکتی جس کے بل ہوتے گواہوں پر جھوٹ و افتر ایا بھول چوک کا الزام لگایا جائے لیکن اس سوال کو بھی تقطیعیت کے ساتھ رد نہیں کیا جاسکتا کہ عدم ادا نیگی اور ادا نیگی شہادت کے درمیانی وقہ میں وہ ممکن سبب کیا ہے جو پہلے گواہ کو گواہی سے روک رہا تھا اور اب اسے گواہی دینے پر ابھار رہا ہے اور یہ کہ عدالت کے لئے گواہ کی مذکورہ دوہری حیثیتوں میں سے کس حیثیت کو زیادہ درست تسلیم کرنا صحیح ہو گا۔ اس قسم کا سوال شہادت کی یہتک اصلی سے جنم لیتا ہے اور اگر اس سوال کو عدالتی جرح کے عمل سے گزارا جائے تو وہ ایک موجب استقطاب سزا شبہ کی صورت اختیار کر لیتا ہے۔<sup>21</sup>

جدید قوانین بھی اس قاعدہ کو پروان چڑھا رہی ہیں۔ کہ قانون کی بروقت تحریک شفاف عدل و انصاف کا ضامن ہے اور یہ کہ عدالت کی ابیت ساعت (Testamentary Jurisdiction) یادا رہ ساعت (Bone Juices Jurisdiction) کو ایک متعین وقت کے ساتھ محدود کر کے رکھا جائے تو اس کے نتیجے میں قانون معاصر حالات اور عصری تقاضوں کے ہم آہنگ ہو کر زیادہ مثبت نتائج برآمد کرے گی<sup>22</sup>۔ کیونکہ اصلاحی قانونی قواعد Brooms Legal Mexims Vigilant bus non کی مدد کرتا ہے نہ کہ اپنے حقوق س غافل لو گوں کی۔ اس کے قاعدہ نمبر ۹۳ میں کہا گیا ہے:

The laws assist those who are vigilant, not those who sleep over their rights

جدید قوانین نے بھی فوجداری تقادم کا اعتبار کیا ہے جس کی بنیاد کوئی بھی فوجداری دعویٰ ساقط کیا جاتا ہے جبکہ تقادم کی موجودگی میں نفاذ سزا کا حکم بھی کالعدم قرار دیا جاسکتا ہے۔ جدید قوانین کی رو سے تقادم کی تاثیر کی اساس یہ قانونی قاعدہ ہے کہ یادا شست واقعات کے حوالے سے مرور وقت یا بعد متقادمہ کے ساتھ نیسان کا شبہ لا حق رہتا ہے۔ جدید قوانین نے ایک قرینہ قاطعہ کے طور پر اس قاعدہ کو تمام فوجداری مقدمات میں معتبر مانا ہے، جس کے تحت بعد از مرور میعادم نہ تو کسی جرم سے متعلق کوئی دعویٰ سن جاسکتا ہے اور نہ کسی فعل کو جرم گردان کر اس پر سزا دی جاسکتی ہے کیونکہ قوانین دعاویٰ حوا جیائے مصلحت کے لیے مشروع کیا گیا ہے جب کہ دعویٰ یا شہادت متقادمہ کی بنیاد پر نفاذ سزا مصلحت کے خلاف پڑتا ہے۔<sup>23</sup>

جدید قوانین کی رو سے تقاضہ کوئی قانونی حق نہیں بلکہ ہیئت مقدمہ یاد عوی یا شہادت کے سنواری کی دوران برآمد ہونے والا ایک ایسا قرینہ ہے جو کسی کے نہ چاہتے ہوئے بھی فوجداری دعوی اور فوجداری حکم پر اثر انداز ہوتا ہے قانونی حق ہوتا تو مدعا علیہ یا حکوم علیہ کو اس کے استعمال سے دستبرداری کا اختیار دیا جاتا تا جب کہ جدید قوانین کی رو سے مدعا علیہ یا حکوم علیہ کو اختیار نہیں کرے اپنے حق میں قائم شدہ ضابطہ تقاضہ کو بطور حق ساقط کر کے اپنے خلاف اجرائے دعوی یا اجرائے سزا کے لیے عدالتی چارہ جوئی کرے<sup>25</sup>۔

اسلام کے فوجداری قانون کی رو سے بھی تقاضہ کو قانونی یا شخصی حق کے طور پر نہیں لیا گیا ہے بلکہ اسے عدالت کی ذمہ داریوں میں سے گردانا گیا ہے کہ وہ واقعات مقدمہ میں کسی بھی کمانہ شہہ تلاش کرنے سے صرف نظر نہ کرے جو مدعا علیہ یا حکوم علیہ کو فائدہ پہنچا سکتا ہو جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے گذشتہ فرائیں سے متشرع ہوتا ہے۔

جدید قوانین میں سے اطالوی قانون جرائم موجب قید بامشققت میں تقاضہ کے ضابطہ کی تاثیر کا قائل نہیں کیونکہ جہاں اس قسم کے خوفناک جرائم انسانی ذہن پر گہرے اثرات چھوڑتی ہیں۔ وہاں اس قسم کے جرائم ان کے طریقہ ہائے واردات (Moods Operands) اور انکے دیگر متعلقات اور ماحصلات کی یاد ذہنوں میں تازہ رہتی ہے لہذا اس ضمن میں مرور میعاد موجب نسیان کے قاعدے کو بروئے کار نہیں لانا چاہئے۔ جب کہ فرانسیسی قانون جو تقاضہ کے حوالے سے جدید یورپی قوانین کا منبع ہے، ہر قسم کی فوجداریت میں تقاضہ کا اعتبار کرتی ہے اس ضمن میں مصری قوانین نے بھی دفعہ نمبر ۲۷۶ تا ۲۸۳ اور ذیلی دفعات نمبر ۲۳۵ تا ۲۴۲ میں کافی حد تک فرانسیسی قوانین سے استفادہ کیا ہے<sup>26</sup>۔

پاکستانی قوانین ایکٹ بابت تجدید میعاد مجریہ ۱۹۰۸ء تا ۲۰۱۲ء (The Limitation Act 1908- 2012) کے تحت ادخال دعوی کے حوالے سے مرور میعاد کے قانونی پہلو کا اعتبار کر کے اور دفعہ نمبر ۳ کے تحت قدیم المیعاد دعاوی کو قابل اخراج اور ناقابل سنواری گردانا گیا ہے، میں (32) دفعات پر مشتمل مذکورہ ایکٹ کے متون اگرچہ صراحتاً فوجداری تقاضہ کی تاثیر کی تفصیل نہیں کرتیں اس کا ضمنی میجدول (Schedule) حسب دفعہ نمبر ۳ اوزیت مقدمات کے مناسب سے شمار نمبر ۲۰، ۲۱ اور نمبر ۲۲ کے تحت علی الترتیب دعاوی قتل کے ادخال کے لیے ایک سال اور دعاوی دیت و معاوضہ جنائی کے لیے تین سال کی میعاد کی تجدید کرتی ہے<sup>27</sup>۔

تقاضہ کی بنیاد پر سزا کا ساقط ہونا جیسا کہ فرانسیسی اور اطالوی قوانین کے درمیان مختلف فیہ ہے اس ضمن میں ویسا ہی اختلاف فقهاء اسلام نے بھی کیا ہے، چنانچہ مالکی، شافعی حنفی، حنبلی، فقہاء امامیہ، امام او زاعی اور شوری مکتب فکر کے فقهاء اور خود فقهاء ہے جنہی میں سے امام زفر بن ہذیل تقاضہ کی بنیاد پر استقا ط سزا کے قائل نہیں<sup>28</sup> صورت مسئلہ یہ ہے کہ جمہور حنفی فقهاء کے نزدیک حکم سزا (Adjudication) اور نفاذ سزا (Penetrative action) کے درمیان غیر متعارزہ وقفہ سزا سے متعلق عدالتی حکم کو متنازع کرتا ہے اس قسم کا غیر متعارزہ وقفہ بطور تقاضہ درمیان میں آکر اسقاط سزا کا موجب بتاتا ہے۔ حنفی فقهاء نے کہا ہے کہ الامضاء من القضاء یعنی نفاذ سزا عدالتی عمل اور کارروائی کا حصہ ہے جو بطور تتمہ عدالتی کارروائی کی تکمیل کرتا ہے، عدالتی فیصلہ کی

تعریف یہی ہے کہ ابتداء سے لے کر آخر تک اس میں تسلسل ہوا اور کسی بیب مرحلے پر یہ غیر ضروری انقطاع کا شکار نہ رہا ہو۔ تاکہ کاروائی کے آخری حصہ یعنی نفاذ سزا (Punitive Action) کو ابتدائی حصے یعنی وقوع جرم کے ساتھ بلا قتل جوڑا جاسکے جب کہ انقطاع کی صورت میں نفاذ سزا کو وقوع جرم کے مرحلے کے بجائے انقطاع کے مرحلے کے ساتھ جوڑا ضابط فوجداریت کے اطلاق کے محل کو معدوم کرنے کا موجب ہو گا جب کہ محل کے اعدام کی صورت اطلاق ناممکن ہوتا ہے ہنچی فقهاء کے نزدیک فوجداریت میں شبہ مجرم کے حق میں یقین کا درجہ رکھتی ہے تقادم اس شبہ کا ایک حصہ ہے۔ ان کے نزدیک اگر مجرم کے خلاف سزا کا حکم صادر ہو اور وہ فرار ہو نے میں کامیاب ہوا۔ تو دوبارہ گرفتاری کی صورت میں بھی تقادم موثر ہو گا۔ کیونکہ فرار کا عمل حکم اور نفاذ سزا کے درمیان ایک عارض کے طور پر سامنے آیا جب کہ فوجداریت میں ہر عارض کو مانع کا درجہ دیا جاتا ہے یا یہ کہ فوجداریت میں جس طرح حکم سزا سے پہلے کا امرمانع حکم سزا کو متاثر کرتا ہے بالکل اسی طرح حکم سزا کے بعد کا امرمانع بھی اس حکم کو متاثر کرے گا<sup>29</sup>۔

قادم کی مذکورہ تاثیر کو امام ابوحنینہ کے وضع کردہ اس اصول کے تناظر میں بھی دیکھا جاسکتا ہے جس میں کہا گیا ہے: "کل ما یتغیر الفرض فی اوله یتغیره فی آخره"۔ یعنی ہر وہ امر حادث جس کا وجود ابتداء میں کسی فرض یا حکم کے تغیر کا موجب بتا ہے، تو اس کا وجود اس فرض یا حکم کے انتہاء کو بھی متغیر کر سکے گا مثلاً اجراء کے ابتداء میں اگر استحقاق غیر اجراء کو فاسد کرتا ہے تو اجراء کے اخراج و بھی اس قسم کا استحقاق اجراء کو فاسد کرے گا۔ یا اگر متیمم آغاز نماز میں پانی کے استعمال پر قادر ہو جائے تو اس کی نمازوٹ جائے گی اس طرح اگر انتہائے نماز میں اسے پانی کے استعمال پر قدرت حاصل ہو تو اس کی نمازوٹ جائے گی<sup>30</sup>۔ لہذا جس طرح اجراء میں استحقاق غیر اور حالت تمیم میں پانی کے استعمال پر حاصل شدہ قدرت امرمانع کے طور پر اجراء مع استحقاق غیر اور نماز بحالت تمیم کے جواز میں رکاوٹ بنتی ہے اسی طرح قضائے اخري میں مجرم کا فرار اجرائے سزا میں اسی رکاوٹ بننے گا جیسے ابتداء میں قبل از گرفتاری اس سزا کو نافذ نہیں کی جاسکتی تھی۔

جدید قوانین نے تمام فوجداری مقدمات میں جرم کے حجم اور سماج پر اس کے اثرات کو سامنے رکھ کر تقادم کے میعاد کی تحدید کی ہے۔ مثلاً ضابطہ فوجداری مجریہ ۱۸۹۶ء سزا نے موت کی صورت میں زیرین عدالت جنائی (Session Court) کے فیصلے کے خلاف عدالت عالیہ (High court) یا موخر الذکر کے فیصلے کے خلاف عدالت عظی (Supreme Court) میں اپیل دائز کرنے کی انتہائی میعاد سات دن رکھی گئی ہے جدید قوانین کی فوجداریت میں یہ تقادم کی کمترین میعاد ہے جس کا مرور حق اپیل بابت تنسیخ سزا کو کا عدم کرتی ہے۔ تاہم مالی مقدمات کے حوالے سے مقدمہ رہن (Mortgage Suit) میں اگر رہن جائیداد مر ہونہ کو فروخت کرنا چاہتا ہو جب کہ رقم رہن ابھی اس کے ذم واجب الاداء ہو تو مر تہن کو ادخال دعوی خلاف بیع کے لیے سانچھ سال کا میعاد دیا گیا ہے اسی طرح مذکورہ قانون میں جنایات پر جائیداد سے متعلق دیگر مقدمات میں ادخال دعوی کے لئے تین، 30، میں، بارہ، چھ، تین، اور ایک سال اور بعض میں، چھ ماہ، تین ماہ، اور ایک ماہ تک کی میعاد کی تحدید کی گئی ہے<sup>31</sup>۔

فرانسی اور مصری قوانین کی رو سے سوں مقدمات میں کے لئے حسب جنایت بر جائیداد ادخال دعوی کے لئے ایک سال سے لے پندرہ سال تک کی میعاد کی تحدید کی گئی ہے<sup>32</sup>۔ جب کہ انہی قوانین کے تحت فوجداری مقدمات میں ادخال دعوی کے لئے س میعاد کی تحدید چھ مہینے سے لے کر دس سال تک کی گئی ہے<sup>33</sup>۔

حني فقهاء میں سے امام محمد نے فوجداری مقدمات میں تقادم کی میعاد کی تحدید کم از کم چھ ماہ سے کی ہے لہذا ان کے نزدیک مذکورہ میعاد کا مرور حق دعوی اور نفاذ حکم کو ساقط کرے گا جب کہ حنفی فقهاء میں سے قاضی ابو یوسف اور فقہاء زیدیہ کے نزدیک تقادم کام از کم میعاد ایک ماہ ہونا چاہئے<sup>34</sup>۔ امام ابو حنیفہ نے تقادم کی میعاد بندی نہیں کی ہے، اپنے شاگردوں کے بے پناہ اصرار کے باوجود انہوں نے اس قسم کی تحدید سے گریز کیا اور اسے قاضی کی صواب دید پر چھوڑ دیا کہ حالات کو مد نظر رکھ کر تقادم کی تحدید کرے کیونکہ ان کے نزدیک حالات کا تباہیں و تنوع اور دیگر قابل توجہ شرعی اعذار اس قسم کے پیشگی تعین کو قبول نہیں کرتیں<sup>35</sup>۔

## حوالہ جات و مراجع

<sup>1</sup> ابن منظور، محمد بن کرم (م ۱۱۷ھ) لسان العرب، نشر آدب الجوز، قم ایران ۱۳۰۵ھ بندی مادۃ، قدم ”.

<sup>2</sup> ابن ہمام، کمال الدین محمد بن عبد الواحد (م ۵۸۱ھ) فتح القدير، طبع بیروت ۱۳۱۲ھ، ۳: ۱۶۵

<sup>3</sup>The Major Act, (with The Limitation Act-1908-2012) Khyber Law book publishers, Lahore (amended Up to 2012, (N.D) section No 3 with all explanatory notes.

<sup>4</sup> اقرآن، ۲۵: ۶۵

<sup>5</sup> ابن ہمام، فتح القدير، مذکور ۱۱۵: ۳

<sup>6</sup> اقرآن، ۲: ۲۸۲

<sup>7</sup> اقرآن، ۲: ۲۸۲

<sup>8</sup> ابن ہمام، ابو بکر عبد الرزاق (م ۲۲۱ھ) المصنف عبد الرزاق، دار العلم بیروت، ۷: ۳۲

<sup>9</sup> ابن عابدین، محمد امین (م ۱۳۰۲ھ) ردا الحمار علی الدر المختار، کوتہ ۱399، 3: 218. مزید، عودہ، عبد القادر (ش ۱۳۸۵ھ) التشريع الجنائي الإسلامي مقارن بالقانون الوضعي، دار الكتاب العربي بیروت (سطن) ۲۳۲

<sup>10</sup> (الف) تنزیل الرحمن، (جشن) قانونی لغت، پی ایل-ڈی، پبلشرز لاہور ۲۰۱۴ء، قاعدہ نمبر ۵۲ و نمبر ۲۳ صص ۵۵۶۔

<sup>11</sup> السنہوری، عبد الرزاق احمد، الوسیط فی شرح القانونی المدنی الپدید، دار النشر للجامعات المصرية، القاهرۃ ۱۹۵۲ء، ۱: ۵۱۹

<sup>12</sup> الاتاسی، محمد خالد (سون) شرح المحبة لأحكام العدالة، کوئٹہ، ۱۳۰۳ھ، ۵: ۱۲۶

<sup>13</sup> Part III Sect. No 28 ff, مذکور 1908 Limitation Act 1908

<sup>14</sup> ابن قدامہ، عبد الرحمن بن احمد المقدسی (م ۲۳۰ھ) المختن، ادارت البحوث العلمیہ ریاض، ۱۳۰۱ھ- ۱۸۲ھ۔ ابن حزم، احمد بن سعید، (م ۲۳۵۲ھ) الحلی دار الفکر بیروت، سطن ۱۰: ۱۳۲؛ ابن مقلح، ابو الحسن عبد اللہ (م ۷۸۷ھ) شرح الاذہار المنترع من الغیث المدرار، (سطن) ۳:

<sup>13</sup> الشربی، محمد خطیب، (م ۷۷۹ھ) معنی الحاجان الی معرفة معانی الفاظ المنهاج، دار الفکر (سطن) ۳: ۱۵۱؛ ایت قدامہ، موافق الدین (م ۶۳۰ھ) و شمس الدین (م ۶۷۲ھ) المعنی والشرح الکبیر، دار الفکر بیروت، ۱۴۰۳ھ، ۸: ۲۰۸؛ الکبیری، محمد بن احمد (م ۷۲۱ھ) القوانین الفقہیہ، مطبعة النہضة بناس بالمغرب، ۱۳۵۳ھ ص ۱۳۶۔

<sup>14</sup> الکاسانی، ابو بکر بن مسعود (م ۷۸۷ھ) بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، سعید کپنی، کراچی ۱۴۰۰ھ، ۷: ۵۰، الموصلى، عبداللہ بن مودود (م ۲۸۳ھ) الاختیار لتعلیل المختار، دار المعرفة لطبعة النشر، بیروت، (سطن) ۳: ۸۲، الحلی، جعفر بن الحسن (م ۷۶۱ھ) المختصر النافع فی فقه الإمامیۃ، دار الكتاب العربي، مصر (سطن) ۱: ۲۵۔

<sup>15</sup> الکاسانی، بدائع الصنائع (ذکور) ۷: ۲۵۱۔

<sup>16</sup> متعاقہ فہمی مکاتب فکر کی آراء کے لئے دیکھیں۔ حوالہ نمبر ۱۳۔

<sup>17</sup> ابن ابی شیبہ، عبداللہ بن محمد (م ۲۳۵ھ) المصنف لابن ابی شیبہ، ادارۃ القرآن، کراچی، ۱۴۰۳ھ، کتاب الحدود۔

<sup>18</sup> ابن ابی شیبہ، المصنف، ذکور، کتاب الحدود۔

<sup>19</sup> الترمذی، محمد بن عییہ بن سورۃ (م 289ھ) الجامع السنن، دار الفکر ۱۳۹۸ / کتاب الحدود۔

<sup>20</sup> ابن مقلح، شرح الانہار (ذکور) ۳: ۳۷۵۔

<sup>21</sup> عودۃ، التشریح الجنائی (ذکور) ۱: ۱۸۳۔

<sup>22</sup> ذکور، التشریح الجنائی، ۱: 2, 780؛ ۲, 415۔

<sup>23</sup> تنزیل الرحمن (جیٹس) قانونی لغت۔ پی ایل ڈی پیلشرز لاہور ۲۰۱۱ ص ۵۶۳۔

Muslihuddin Dr, Judicial system of Islam, its origin and development IRI Press Islamabad 1988 <sup>24</sup>

A.D P. 130 ff

<sup>25</sup> جندی، عبد الملک، الموسوعۃ الجنائیہ، مطبعة الاعتماد، مصر ۱۳۶۰ھ، ۳: ۳۲۹ و با بعد۔

<sup>26</sup> ذکور

<sup>27</sup> The Limitation Act 1908 - 2012 ذکور

<sup>28</sup> لا عجی، مالک بن انس (م ۷۶) المدونۃ الکبری المطبعة الخیریۃ، ۱۳۲۲ھ، ۳: ۳۲۲۔

<sup>29</sup> الکاسانی، بدائع الصنائع، ذکور، ۷: 79۔

<sup>30</sup> گنگوہی، محمد حنفی، غایۃ السعایۃ فی حل مانی الہدایۃ، المکتبۃ الشرفیۃ لاہور، ۱۴۰۰ھ، ۱: ۲۲۔

<sup>31</sup> The Limitation Act 1908 - 2012 ذکور

<sup>32</sup> اسن وری، عبد الرزاق، الوسیط، (ذکور) ۱: ۵۲۳۔

<sup>33</sup> جندی، عبد الملک، الموسوعۃ الجنائیہ (ذکور) ۴: ۳۳۳۔

<sup>34</sup> السرخی، محمد بن احمد (م ۴۹۰ھ) المبسوط، ادارۃ القرآن، کراچی، ۱۴۰۹ھ، ۹: ۱۶۵، ابن ہمام، فتح القریر (ذکور) ۴: ۴.

<sup>35</sup> الکاسانی، بدرائع الصنائع (مذکور) 7: 47، ابن عابدین، رد المحتار علی الدر المحتار (مذکور) 4: 37، الرکبان، عبداللہ الحلبی، النظریۃ العالیۃ لاثبات موجبات الحدود، مؤسسة الرسالة بیروت 1401ھ 2: 19، فضیلات، جبر محمود، سقوط العقوبات فی الفقه الاسلامی ، دار عمار للنشر والتوزیع عمان ، .49 : 3، 1408